حرمتِ مصاہرت ۔ کچھ نئے کچھ پرانے زاویے

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب ﴾

نوٹ : اہلِ علم و اِفتاء سے گزارش ہے کہ وہ اِس مضمون کا مطالعہ فرمائیں اور جو بات غلط نظر آئے اُس کی نشاندہی فرمائیں۔ ہم حق کے سامنے آنے پر انشاء اللہ اپنی بات پر اِصرار نہ کریں گے۔ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ .

بِسْمِ اللّٰہِ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا

حرمتِ مصاہرت سے کیا مراد ہے؟ :

جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اُس کے نتیجہ میں قرآن وحدیث کی رُو سے مندرجہ ذیل رشتوں سے نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے :

i- اپنی ساس سے اور ساس کی دادی اور نانی وغیرہ سے۔

ii- بیوی کے ساتھ تنہائی بھی ہو چکی ہو تو سوتیلی بیٹی سے۔

iii- عورت کے لیے سوتیلے بیٹے سے۔

iv- مرد کے لیے اپنے بیٹے اور پوتے کی بیوی سے اور عورت کے لیے اپنی بیٹی اور پوتی کے شوہر سے۔

نکاح کی اِس حرمت کو حرمتِ مصاہرت یا آسان لفظوں میں سُسرالی حرمت کہتے ہیں۔

حرمتِ مصاہرت کے چند اور مواقع :

کسی مرد نے کسی اجنبی عورت سے زنا کیا تو اَب اُس مرد کا اُس عورت کی ماں سے اور اُس عورت کی بیٹی سے نکاح کرنا دُرست نہیں رہتا اور یہی حکم اُس وقت ہے جب مرد نے زنا تو نہیں کیا لیکن شہوت سے عورت کے جسم پر ہاتھ پھیرا ہو خواہ بلا حائل ہو یا ایسا باریک کپڑا بیچ میں حائل ہو جو جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع نہ ہو۔ اگر عورت کا بوسہ لے یا عورت کی اندرونی شرمگاہ پر شہوت سے نظر ڈالے تو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

اِسی طرح اگر کسی عورت نے شہوت سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا یا اُس کا بوسہ لیا تو اَب اُس عورت کی ماں اور بیٹی سے اِس مرد کو نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے۔

اجنبی عورت سے جماع یا دواعی جماع یعنی شہوت سے ہاتھ پھیرنا یا بوسہ لینا یا شہوت سے اندرونی شرمگاہ پر نظر ڈالنا اِن سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت حدیث وآثار میں ہے :

i- عَنْ اَبِیْ هَانِئِیِ الْخَوْلَانِیِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَّظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَۃٍ لَمْ یَحِلُّ لَہٗ اُمُّھَا وَلَا بِنْتُھَا (اعلاء السنن ص ۳۲ ج۱۱)

ابو ہانی خولانی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی عورت کی (اندرونی) شرمگاہ کی طرف دیکھا تو اُس کے لیے اُس عورت کی ماں اور بیٹی حلال نہ رہی۔

ii- عَنْ مُّجَاھِدٍ اِذَا قَبَّلَھَا اَوْلَامَسَھَا اَوْ نَظَرَ اِلٰی فَرْجِھَا مِنْ شَھْوَۃٍ حَرُمَتْ عَلَیْہِ اُمُّھَا وَ بِنْتُھَا. (اعلاء السنن ص ۳۴ ج ۱۱)

بڑے تابعی مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب مرد کسی اجنبی عورت کا بوسہ لے یا اُس کو شہوت سے چھوئے یا شہوت سے اُس کی شرمگاہ کو دیکھے تو اُس عورت کی ماں اور بیٹی اُس مرد پر حرام ہو جاتی ہیں۔

iii- عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیِّبِ وَالْحَسَنِ قَالَا اِذَا زَنَی الرَّجُلُ بِامْرَأَۃٍ فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یَّتَزَوَّجَ ابْنَتَھَا وَلَا اُمَّھَا. (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

سعید بن مسیّب رحمہ اللہ اور حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں جب آدمی کسی عورت سے زنا کرلے تو وہ اُس عورت کی بیٹی اور ماں سے نکاح نہیں کر سکتا۔

iv- عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ فِیْمَنْ زَنٰی بِامْرَأَۃٍ لَایَصْلُحُ لَہٗ اَنْ یَّتَزَوَّجَ ابْنَتَھَا اَبَدًا. (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور عروہ بن زبیر رحمہما اللہ کہتے ہیں جو شخص کسی عورت سے زنا کرے تو وہ اُس عورت کی بیٹی سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔

نکاح کی حرمت کے اِس مسئلہ کو حنفی فقہاء نے عقلی زاویہ سے اِس طرح سے بیان کیا کہ اِس حرمت

کا اصل سبب جماع ہے اور وہ بھی اِس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ وہ زنا ہے بلکہ اِس اعتبار سے کہ وہ بچے کا سبب بنتا ہے جس سے مرد اور عورت کے درمیان جزئیت قائم ہوتی ہے۔

اِس جزئیت کو اِس طرح سے سمجھئے کہ جب کوئی عورت کسی غیر کے بچے کو دُودھ پینے کی عمر میں دُودھ پلاتی ہے تو اُس کا جزو یعنی دُودھ بچے کے پیٹ میں جاتا ہے اور اِس طرح سے وہ بچے کا جزو بن کر اُس کی نشو ونما کا باعث بنتا ہے۔ جب عورت کا جزو بچے کے بدن کا جزو بنتا ہے تو شریعت اِس جزو بدن بننے والی اور بدن کی تشکیل کرنے والی جزئیت کا اعتبار کرتے ہوئے بچے کو دُودھ پلانے والی کا جزو قرار دیتی ہے اور بچے پر خود اُس عورت کے اُصول وفروع کو حرام قرار دیتی ہے جیسا کہ وہ خود اُس عورت پر حرام تھے۔

اِسی طرح جب کوئی مرد کسی بھی عورت سے جماع کرے خواہ وہ اُس کی منکوحہ ہو یا اجنبی ہو اور اِس سے حمل ٹھہر جائے تو جنین عورت کا جزو ہوتا ہے اور دیگر اجزاء کی طرح جنین کو بھی عورت کے ذریعہ سے غذا ملتی ہے۔ لیکن جنین کی تشکیل میں اصل دار و مدار مرد کے نطفہ کے کِرم (Sperm) پر ہوتا ہے کہ دراصل اِسی کی نشو ونما سے جنین وجود میں آتا ہے۔ چونکہ نطفہ جنین کا جزو ہے اور جنین عورت کا جزو ہے اور قاعدہ ہے کہ اصل کے جزو کا جزو خود اصل کا جزو قرار پاتا ہے لہٰذا مرد کا نطفہ عورت کا جزو بدن شمار ہوگا اور اُوپر ذکر کیے گئے رضاعت کے قاعدے کے مطابق جیسے بچہ عورت کا جزو قرار پایا تھا اِسی طرح عورت مرد کا جزو قرار پائے گی اور عورت پر وہ مرد اور اُس کے اُصول وفروع حرام ٹھہریں گے جیسا کہ مرد پر اُس کے اپنے اُصول وفروع حرام ہوتے ہیں۔ لیکن اگر میاں بیوی پہلے بچے کی وجہ سے آپس میں حرام ٹھہریں تو خاندانی نظام اور توالد و تناسل کا سلسلہ مختل ہو کر رہ جائے اِس لیے میاں بیوی کے تعلق کو خلافِ قیاس حرمت سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔

غرض فقہاء کی عقلی توجیہ کے مطابق حرمتِ مصاہرت میں جو اصل معنی معتبر ہے وہ جزئیت ہے لیکن جزئیت کو ہر حال میں معلوم کرنا دُشوار ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حمل ٹھہر گیا ہو لیکن ابتدائی دنوں ہی میں عورت کو کچھ بھی معلوم ہوئے بغیر علقہ ساقط ہو گیا ہو جیسے سفر میں قصر میں جو اصل معنی معتبر ہے وہ مشقت ہے لیکن چونکہ مشقت کو ضبط میں لانا بہت مشکل ہے اِس لیے سفر کو جو کہ مشقت کا مظنہ یعنی مشقت کا موقع ہے مشقت کے قائم مقام کر کے سفر کو ہی قصر کا سبب قرار دے دیا گیا اِسی طرح چونکہ جزئیت کے وقوع کو ہر حال میں ضبط کرنا مشکل ہے اِس لیے جماع کو جو کہ جزئیت کے قائم ہونے کا موقع ہے جزئیت کے قائم مقام کر دیا گیا اور اس کو

حرمتِ مصاہرت کا سبب قرار دے دیا گیا۔

پھر حدیث میں چونکہ اجنبی عورت میں دواعیِ جماع پر بھی حرمتِ نکاح کا حکم آیا ہے اِس لیے فقہاء نے عقلی توجیہ کو اور آگے اِس طرح بڑھایا کہ دواعیِ جماع چونکہ جماع تک پہنچاتے ہیں اور مقام احتیاط کا ہے اِس لیے دواعیِ جماع کو جماع کے قائم مقام بنا کر اِن پر بھی وہی حکم لاگو کیا گیا جو جماع کا تھا۔

فقہاء کی ذیل کی عبارتیں اِس مضمون پر صریح ہیں :

تبیین الحقائق میں ہے :

لَنَا قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَلَا تَنْکِحُوْا مَانَکَحَ آبَائُکُمْ . وَالنِّکَاحُ ھُوَ الْوَطْیُٔ حَقِیْقَۃً وَلِھٰذَا حَرُمَ عَلَی الْاِبْنِ مَا وَطِیَٔ اَبُوْہُ بِمِلْکِ الْیَمِیْنِ وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ نَّظَرَ اِلٰی فَرْجِ امْرَأَۃٍ لَمْ تَحِلَّ لَہٗ اُمُّھَا وَلَا ابْنَتُھَا وَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ مَّسَّ امْرَأَۃً بِشَھْوَۃٍ حَرُمَتْ عَلَیْہِ اُمُّھَا وَ ابْنَتُھَا وَھُوَ مَذْھَبُ عُمَرَ وَ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ وَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ وَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَعَائِشَۃَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَمْھُوْرِ التَّابِعِیْنَ .... وَ تَثْبُتُ بِہٖ حُرْمَۃُ الْمُصَاھَرَۃِ وَالْوَطْءُ اِنَّمَا صَارَ مُحَرِّمًا مِنْ حَیْثُ اِنَّہٗ سَبَبٌ لِلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ وَلَدٍ یُضَافُ اِلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا کَمُلًا .... وَالْقِیَاسُ اَنْ تَحْرُمَ الْمَوْطُوْئَۃُ لِاَنَّھَا جُزْءُہٗ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ لٰکِنْ اُبِیْحَتْ لِلضَّرُوْرَۃِ لِاَنَّھَا لَوْ حَرُمَتْ عَلَیْہِ لَاَدّٰی اِلٰی فَنَاءِ الْاَمْوَالِ اَوْ تَرْکِ الزِّوَاجِ .... وَالْمَسُّ بِشَھْوَۃٍ کَالْجِمَاعِ لِمَا رَوَیْنَا وَلِاَنَّہٗ یُفْضِیْ اِلَی الْجِمَاعِ فَاُقِیْمَ مَقَامَہٗ. (زیلعی ص ۱۰۶ ج۲)

ہدایہ میں ہے :

وَمَنْ زَنٰی بِامْرَأَۃٍ حَرُمَتْ عَلَیْہِ اُمُّھَا وَ بِنْتُھَا .... وَلَنَا اَنَّ الْوَطْءَ سَبَبُ الْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ حَتّٰی یُضَافَ اِلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا کَمُلًا فَتَصِیْرُ اُصُوْلُھَا وَفُرُوْعُھَا کَاُصُوْلِہٖ وَفُرُوْعِہٖ وَکَذٰلِکَ عَلَی الْعَکْسِ وَالْاِسْتِمْتَاعِ

بِالْجُزْءِ حَرَامٌ اِلَّا فِیْ مَوْضَعِ الضَّرُوْرَةِ وَهِیَ الْمَوْطُوْئَةُ. وَالْوَطْءُ مُحَرَّمٌ مِنْ حَیْثُ اِنَّهٗ سَبَبٌ لِلْوَلَدِ .... وَمَنْ مَّسَّهٗ امْرَأَةٌ بِشَهْوَةٍ حَرُمَتْ عَلٰی اُمِّهَا وَ بِنْتِهَا .... لَنَا اَنَّ الْمَسَّ وَالنَّظْرَ سَبَبٌ دَاعٍ اِلَی الْوَطْءِ فَیُقَامُ مَقَامَهٗ فِیْ مَوْضَعِ الْاِحْتِیَاطِ.

عنایہ میں ہے :

لَنَا اَنَّ الْوَطْءَ سَبَبُ الْجُزْئِیَّةِ وَتَقْرِیْرُهٗ اَلْوَلَدُ جُزْءُ مَنْ هُوَ مِنْ مَّائِهٖ وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِالْجُزْءِ حَرَامٌ . اَمَّا اَنَّ الْوَلَدَ جُزْءُ مَنْ هُوَ مِنْهُ فَلِاَنَّ سَبَبَ الْجُزْئِیَّةِ مَوْجُوْدٌ وَهُوَ الْوَطْءُ فَاِنَّهٗ سَبَبٌ لِلْجُزْئِیَّةِ مِنَ الْوَالِدَیْنِ وَالْوَلَدُ لَامَحَالَةَ وَكَذَا بَیْنَ الْوَالِدَیْنِ بِسَبَبِ الْوَلَدِ حَتّٰی یُضَافَ اِلٰی كُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا كَمُلًا یُقَالُ ابْنُ فُلَانٍ وَابْنُ فُلَانَةٍ .... وَمَنْ مَّسَّتْهُ امْرَأَةٌ بِشَهْوَةٍ بَیَانُ اَنَّ الْاَسْبَابَ الدَّاعِیَةَ اِلَی الْوَطْءِ فِیْ اِثْبَاتِ الْحُرْمَةِ كَالْوَطْءِ فِیْ اِثْبَاتِهَا.

فتح القدیر میں ہے :

وَالْجَوَابُ اَنَّ الْعِلَّةَ هُوَ الْوَطْءُ . اَلسَّبَبُ لِلْوَلَدِ وَثُبُوْتِ الْحُرْمَةِ بِالْمَسِّ لَیْسَ اِلَّا لِكَوْنِهٖ سَبَبًا لِهٰذَا الْوَطْءِ .... وَقَوْلُنَا قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ فِی الْاَصَحِّ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ وَجَابِرٍ وَاُبَیٍّ وَعَائِشَةَ وَجُمْهُوْرِ التَّابِعِیْنَ كَالْبَصْرِیْ وَالشَّعْبِیْ وَالنَّخْعِیْ وَالْاَوْزَاعِیْ وَطَاؤُسٍ وَعَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ وَسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَسُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ وَالثَّوْرِیْ وَاِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَیْهِ .... وَقَدْ بَیَّنَّا فِیْهِ اِلْغَاءُ وَصْفٍ زَائِدٍ عَلٰی كَوْنِهٖ وَطْأً وَظَهَرَ اَنَّ حَدِیْثَ الْجُزْئِیَّةِ وَاِضَافَةِ الْوَلَدِ اِلٰی كُلٍّ مِّنْهُمَا كَمُلًا لَایَحْتَاجُ اِلَیْهِ فِیْ تَمَامِ الدَّلِیْلِ اِلَّا اَنَّ الشَّیْخَ ذَكَرَهٗ بَیَانًا لِحِكْمَةِ الْعِلَّةِ

يَعْنِىْ اَنَّ الْحِكْمَةَ فِىْ ثُبُوْتِ الْحُرْمَةِ بِهٰذَا الْوَطْءِ كَوْنُهٗ سَبَبًا لِّلْجُزْئِيَّةِ بِوَاسِطَةِ الْوَلَدِ الْمُضَافِ اِلٰى كُلٍّ مِّنْهُمَا كَمُلًا وَهُوَ اِنِ انْفَصَلَ فَلَابُدَّ مِنَ اخْتِلَاطِ مَاءٍ وَلَايَخْفٰى اَنَّ الْاِخْتِلَاطَ لَايَحْتَاجُ تَحَقُّقُهٗ اِلَى الْوَلَدِ وَاِلَّا لَمْ تَثْبُتِ الْحُرْمَةُ بِوَطْءٍ غَيْرِ مُعَلِّقٍ وَالْوَاقِعُ خِلَافُهٗ فَتَضَمَّنَتْ جُزْؤَهٗ .... وَمَنْ مَّسَّتْهُ امْرَأَةٌ بِشَهْوَةٍ .... ثُمَّ رَأَيْتُ عَنْ اَبِىْ يُوْسُفَ اَنَّهٗ ذَكَرَ فِى الْاَمَالِىْ مَايُفِيْدُ ذَالِكَ قَالَ امْرَأَةٌ قَبَّلَتْ اِبْنَ زَوْجِهَا وَقَالَتْ كَانَتْ عَنْ شَهْوَةٍ اِنْ كَذَّبَهَا الزَّوْجُ لَايُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا وَلَوْصَدَّقَهَا وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ .

نورالانوار میں ہے :

وَعِنْدَنَا كَمَا تَثْبُتُ بِالنِّكَاحِ بِالزِّنَا وَدَوَاعِيْهِ مِنَ الْقُبْلَةِ وَاللَّمْسِ وَالنَّظْرِ اِلَى الْفَرَجِ الدَّاخِلِ بِشَهْوَةٍ وَذَالِكَ لِاَنَّ دَوَاعِىَ الزِّنَا مُفْضِيَةٌ اِلَى الزِّنَا وَالزِّنَا مُفْضٍ اِلَى الْوَلَدِ وَالْوَلَدُ هُوَ الْاَصْلُ فِى اسْتِحْقَاقِ الْحُرُمَاتِ اَىْ يَحْرُمُ عَلَى الْوَلَدِ اَوَّلًا اَبُ الْوَاطِىْ وَابْنُهٗ اِذَا كَانَتْ اُنْثٰى وَاُمُّ الْمَوْطُوْئَةِ وَبِنْتُهَا اِذَا كَانَ ذَكَرًا ثُمَّ تَتَعَدّٰى مِنَ الْوَلَدِ اِلٰى طَرْفَيْهِ فَتَحْرُمُ قُبَيْلَةُ الْمَرْأَةِ عَلَى الزَّوْجِ وَقُبَيْلَةُ الزَّوْجِ عَلَى الْمَرْأَةِ لِاَنَّ الْوَلَدَ اَنْشَأَ جُزْئِيَّةً وَاتِّحَادًا بَيْنَهُمَا. (ص۶۶)

جو بات ہم نے اُوپر ذکر کی ہے اَب ہم اِس پر ہونے والے اعتراضوں کا جواب دیتے ہیں۔

پہلا اعتراض :

تم نے یہ کہا ہے کہ حرمتِ مصاہرت میں اصل معنی جو معتبر ہے وہ جزئیت ہے اِس طرح سے تم نے جزئیت کو اصل علت بنادیا ہے حالانکہ ابنِ ہمام رحمہ اللہ نے فتح القدیر میں جزئیت کے حکمت ہونے کی تصریح کی ہے اور حکم کا مدار علت پر ہوتا ہے نہ کہ حکمت پر۔

ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

اِلاَّ اَنَّ الشَّیْخَ ذَکَرَہٗ بَیَانًا لِحِکْمَۃِ الْعِلَّۃِ یَعْنِیْ اَنَّ الْحِکْمَۃَ فِیْ ثُبُوْتِ الْحُرْمَۃِ بِھٰذَا الْوَطْءِ کَوْنُہٗ سَبَبًا لِّلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ.

جواب : ہم کہتے ہیں کہ ایک ہے حکم کی حکمت اور ایک ہے علت کی حکمت۔ حکم کی حکمت کا ترتب تو حکم پر ہوتا ہے اور حکم کا مدار واقعی اِس پر نہیں، علت پر ہوتا ہے۔ لیکن جو علت کی حکمت ہوتی ہے وہ مختلف چیز ہے۔ علت کا تحقق اُسی وقت ہوتا ہے جب وہ حکمت پائی جارہی ہو یا اُس کا احتمال ہو۔ اگر کہیں اِس حکمت کا احتمال ہی نہ ہو تو علت کا تحقق بھی نہ ہوگا۔

ابن ہمام رحمہ اللہ کی عبارت کو دوبارہ ملاحظہ کیا جائے :

اَنَّ الشَّیْخَ ذَکَرَہٗ بَیَانًا لِحِکْمَۃِ الْعِلَّۃِ یَعْنِیْ اَنَّ الْحِکْمَۃَ فِیْ ثُبُوْتِ الْحُرْمَۃِ بِھٰذَا الْوَطْءِ کَوْنُہٗ سَبَبًا لِّلْجُزْئِیَّۃِ بِوَاسِطَۃِ الْوَلَدِ.

صاحبِ ہدایہ نے اِس کو علت کی حکمت کو بیان کرنے کے لیے ذکر کیا ہے جو یہ ہے کہ اُس وطی سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ اِس وجہ سے کہ وہ وطی بچے کے واسطہ سے جزئیت کا سبب ہے۔ اِس کا حاصل یہ ہے کہ وطی سے جو حرمت ثابت ہے تو اِس حکمت سے کہ وہ جزئیت کا سبب ہے اور یہاں حکمت سے مراد وہ اَثر نہیں جو حکم پر مترتب ہوتا ہے بلکہ مراد عقلی وجہ ہے۔ لٰہذا مطلب یہ بنے گا کہ وطی سے حرمت ثابت ہونے کی عقلی وجہ یہ ہے کہ وطی جزئیت کا سبب ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہاں حکمت اور عقلی وجہ کا احتمال ہو یعنی وطی کے جزئیت کا سبب بننے کا احتمال ہو وہاں وطی کو حرمتِ مصاہرت کی علت مانا جائے گا اور جہاں یہ امکان نہیں ہے وہاں اِس کو حرمت کی علت نہیں مانا جائے گا۔

مثلاً آدمی اپنی بیٹی سے وطی کر بیٹھے تو چونکہ اِس کی بیٹی تو پہلے ہی سے اِس کا جزوِ حقیقی ہے اِس لیے وطی سے اُس میں جزئیت پیدا ہونے کا احتمال نہیں لٰہذا بیٹی سے وطی کی وجہ سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ اِسی طرح اگر بیٹا اپنی ماں سے زنا کر بیٹھے تو بیٹا تو اپنی ماں کا مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ جزو ہے اور یہ ممکن نہیں کہ اِس کی ماں اِس کا جزو بن سکے۔ لٰہذا اِس میں بھی حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔ ہاں اجنبی عورت میں جزئیت کا احتمال ہے اِس میں حرمت مصاہرت ثابت ہوگی۔

دُوسرا اعتراض :

تم نے اُوپر کہا ہے کہ جیسے سفر کو مشقت کا مظنہ (موقع) سمجھ کر سفر کو قصر کے لیے علت بنا لیا گیا ہے اِسی طرح جزئیت کے مظنہ کی وجہ سے وطی کو حرمت کا سبب بنایا گیا ہے اور سفر میں تو تم ایسی کوئی تفصیل نہیں کرتے تو وطی میں کیوں کرتے ہو۔

جواب : ہم کہتے ہیں کہ سفرِ شرعی کے ہر فرد میں مشقت کا احتمال موجود ہے جبکہ جیسا کہ ہم نے مثالوں سے واضح کیا ہے ہر ہر وطی میں جزئیت کا احتمال موجود نہیں ہے اِس وجہ سے ہم وطی میں تفصیل کرتے ہیں کہ ایک وہ وطی ہے جس میں اُس کی وجہ سے جزئیت کے پائے جانے کا احتمال ہے اور دُوسری وہ ہے جس میں یہ احتمال موجود نہیں کیونکہ جزئیت پہلے سے موجود ہے۔

تیسرا اعتراض :

تم نے حدیث کے الفاظ مَنْ زَنٰی بِامْرَأَۃٍ میں بِامْرَأَۃٍ کا ترجمہ اجنبی عورت سے کیا ہے حالانکہ حدیث میں اجنبی کی قید نہیں ہے بلکہ وہ مطلق ہے اور ہر عورت کو شامل ہے خواہ وہ اپنی منکوحہ ہو یا بیٹے کی منکوحہ ہو یا اپنی بیٹی ہو یا اجنبی ہو۔

جواب : ہم کہتے ہیں کہ حدیث میں اِمْرَأَۃٌ کو مطلق مان کر ہر قسم کی عورت مراد لینا دُرست نہیں ہے کیونکہ مرد کسی عورت سے نکاح کرے تو نکاح ہوتے ہی اُس عورت کی ماں یعنی مرد کی ساس مرد پر حرام ہو جاتی ہے بعد میں مرد اپنی بیوی سے جماع کرے یا دواعی جماع کرے تو اِس سے ساس میں کوئی مزید حرمت نہیں آتی جبکہ حدیث میں اُس حرمت کا ذکر ہے جو جماع یا دواعی جماع سے آئے۔ اِسی طرح اگر معاذ اللہ بیٹا اپنی ماں سے بدفعلی کرے تو اِس سے اُس کی اپنی نانی اور اپنی بہن میں مزید حرمت نہیں آئے گی بلکہ حرمت تو پہلے سے موجود ہے۔

پھر فقہاء نے جو جزئیت والی جو حکمت ذکر کی ہے اُس سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے جیسا کہ بیٹی اور ماں کا ذکر ہم اُوپر کر چکے ہیں کہ اِن میں وطی کی وجہ سے جزئیت پائے جانے کا احتمال ہی نہیں ہے۔

اِسی طرح بہو میں بیٹے کی جزئیت پہلے ہی قائم ہے جو خود اپنا جزو ہے، تو بہو بھی اپنا جزو بنی۔ جب اِس میں جزئیت پہلے سے موجود ہے تو وہ اپنے تحقق میں سسر سے وطی کی محتاج نہیں رہی اور وطی سے جزئیت پیدا ہونے کا احتمال نہیں رہا لہٰذا سسر بہو سے وطی کرے تو حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

بیوی میں اپنی جزئیت وطی یا دواعی وطی سے ثابت ہو چکی۔ شوہر جب اپنی ساس سے وطی کرے گا تو ساس میں تو جزئیت آئے گی اور ساس کی اور بیٹیاں یعنی اُس کی سالیاں ساس کا جزو ہونے کی وجہ سے حرام ہو جائیں گی لیکن اپنی بیوی جزئیت اور حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے حرام نہیں ہوگی کیونکہ اُس میں اِس شخص کی جزئیت براہِ راست موجود ہے جو مضر نہیں تو بالواسطہ جزئیت کیسے مضر ہوگی۔ بالفاظِ دیگر جب بیوی میں جزئیت پہلے سے موجود ہے تو ساس سے وطی کرنے سے بیوی میں جزئیت پیدا ہونے کا احتمال نہیں ہے۔

اِس پر اگر کوئی کہے کہ ہم ایسی مثال پیش کرتے ہیں جہاں دو دفعہ جزئیت آتی ہے یعنی یہ کہ ایک شخص کی دو بیویاں ہیں ایک بڑی بالغ اور ایک چھوٹی دو سال سے کم عمر کی۔ اَب بڑی بیوی نے اپنی شیر خوار سوکن کو اپنا دُودھ پلا دیا تو رضاعت سے قائم ہونے والی جزئیت سے شیر خوار بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ شیر خوار بچی قابلِ شہوت ہی نہیں ہے لہٰذا جماع اور دواعی جماع سے حاصل ہونے والی جزئیت کا اِس میں سرے سے احتمال ہی نہیں ہے۔ البتہ محض رضاعت کی وجہ سے جزئیت پائی گئی اور اِس سے وہ شیر خوار بیوی شوہر پر حرام ہوگئی اور بڑی اِس وجہ سے حرام ہوگی کہ وہ شیر خوار بیوی کی ماں بن گئی اور یہ ہم اُوپر بتا چکے ہیں کہ ساس میں حرمت بیوی سے وطی یا دواعی وطی پر موقوف نہیں ہے۔

ماقبل کی بحث کا خلاصہ :

1- حرمتِ مصاہرت صرف اُس وطی (جماع) سے آتی ہے جس سے جزئیت پیدا ہونے کا احتمال ہو۔ ایسا صرف اجنبی عورت میں ہے۔ ساس، بہو، بیٹی اور ماں سے وطی کرنے سے حرمتِ مصاہرت نہیں آتی کیونکہ اِن میں وطی کی وجہ سے جزئیت پائے جانے کا احتمال نہیں ہے۔

2- چونکہ حدیث میں اجنبی عورت سے دواعی وطی سے بھی اُس کی ماں بیٹی کی حرمت کا ذکر ہے اِس لیے فقہاء نے عقلی توجیہ کو وسعت دے کر دواعی وطی کو وطی کے قائم مقام کیا وہ بھی ہم تسلیم کرتے ہیں۔

غرض اجنبی عورت کے ساتھ وطی پائی جائے یا دواعی وطی پائے جائیں اُس کی ماں بیٹی سے وہ مرد نکاح نہیں کر سکتا۔ اتنی بات طے شدہ ہے۔

محرموں کے ساتھ وطی یا دواعی وطی پائے جانے میں کیا حکم ہوگا ؟

ہم یہ بات پہلے ہی صراحت کے ساتھ کہتے ہیں کہ اِس شق میں ہمیں فقہائے حنفیہ سے اختلاف ہوا ہے اگر چہ یہ چھوٹا منہ بڑی بات ہے لیکن اوّل تو ہم نے فقہائے حنفیہ کے اُصول اور اُن ہی کی تعلیل کی پیروی کی ہے پھر اُنہوں نے احتیاط کے پہلو کی طرف زیادہ توجہ کی ہے جو اُن کے دَور کے حالات کے زیادہ موافق تھا جبکہ ہمارے دَور کے بدلے ہوئے حالات میں وہ احتیاط اَب زحمت کا باعث بننے لگی ہے اِس لیے ہمارے اختلاف کو حالات کے تغیر پر محمول کیا جائے اور حاشا وکلا ہمارا اَیسا کوئی اِرادہ نہیں کہ ہم اُن کی تنقیص وتحقیر کریں بلکہ ہمارا خیال ہے کہ اُن حضرات کو اگر ہمارے جیسے حالات سے واسطہ پڑتا تو شاید وہ بھی اِسی طرح مسئلہ کو بیان کرتے۔

فقہائے حنفیہ کے پیش ِنظر چونکہ احتیاط تھی لہٰذا اُنہوں نے سابقہ حدیثوں میں جن میں یہ ذکر ہے کہ مَنْ زَنٰی بِامْرَأَةٍ یعنی جو کوئی کسی عورت سے وطی یا دواعی وطی کرے اُس عورت کی ماں بیٹی اُس مرد پر حرام ہو جاتی ہیں۔ اِمْرَأَةٌ سے اجنبی عورت نہیں بلکہ کوئی بھی عورت کو مراد لیا ہے خواہ وہ اجنبی ہو یا مرد کی محرم ہو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ آدمی جب اپنی ساس سے جماع کرتا ہے تو ساس میں اِس کی جزئیت آجاتی ہے اور ساس کی تمام لڑکیاں چونکہ اُس کا جزو ہیں لہٰذا وہ سب اِس مرد کا بھی جزو بن جاتی ہیں اور نتیجہ میں مرد کی سالیاں اِس پر ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہیں اور اپنی بیوی کے ساتھ اِس کا نکاح فاسد ہو جاتا ہے۔

اِسی طرح وہ کہتے ہیں کہ مرد جب اپنی بہو سے وطی یا دواعی وطی کرتا ہے تو وہ اِس کا جزو بن جاتی ہے اور اِس طریقہ سے اُس کی بہو اُس کے بیٹے کی بہن جاتی ہے اور اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

اور جو روایات وآثار ہم آگے ذکر کریں گے جن کا مضمون یہ ہے کہ جو شخص اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے اُس پر اُس کی ساس کے ساتھ اُس کی بیوی بھی حرام ہو جاتی ہے اِن کو وہ محض تائید کے طور پر لیتے ہیں۔

پھر وہ احتیاط کے ضابطہ کے تحت محرم میں بھی دواعی وطی کو بھی وطی ہی کا حکم دیتے ہیں۔ یہ بات

مندرجہ ذیل جزئیات سے عیاں ہے :

i- قَالَ اَبُوْیُوْسُفَ : اِمْرَأَۃٌ قَبَّلَتِ ابْنَ زَوْجِھَا وَقَالَتْ کَانَ مِنْ شَھْوَۃٍ اِنْ کَذَّبَھَا الزَّوْجُ لَایُفَرَّقُ بَیْنَھُمَا وَلَوْصَدَّقَھَا وَقَعَتِ الْفُرْقَۃُ.

عورت نے اپنے سوتیلے بیٹے کا بوسہ لیا اور کہا کہ ایسا شہوت سے کیا ہے اگر شوہر عورت کو جھوٹا بتائے تو اُن کے درمیان تفریق نہ کی جائے گی اور اگر سچا بتائے تو تفریق واقع ہوگی۔

ii- رات کو اپنی بیوی کو جگانے کے لیے اُٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بیوی سمجھ کر شہوت سے اُس پر ہاتھ پھیرا تو اَب وہ مرد وعورت ایک دُوسرے پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئے۔ اَب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو طلاق دے۔ (بہشتی زیور)

iii- کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اَب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہوگئی۔ اَب کسی صورت سے حلال نہیں ہوسکتی اور اگر سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

iv- بیوی اپنے شوہر کے اُصول وفروع مثلاً سسر کے ساتھ کوئی فعل موجب حرمتِ مصاہرت کر بیٹھے یا سسر نے اِس قسم کے فعل کا اِرتکاب کیا ہو تو اِن صورتوں میں یہ بیوی اپنے اِس خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے خواہ یہ افعال کسی نے دانستہ کیے ہوں خواہ بھول چوک میں ہوگئے ہوں ہر حال میں ایک حکم ہے۔ (حیلہ ناجزہ)

ہم کہتے ہیں جیسا کہ ہم اُوپر واضح کر چکے ہیں کہ محرم میں وطی سے جزئیت کے پیدا ہونے کا احتمال ہی نہیں ہے لہٰذا اِن میں حرمتِ مصاہرت ثابت ہی نہ ہوگی نہ وطی سے اور نہ دواعی وطی سے۔

لیکن آثار میں ہمیں یہ ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی ساس یا اپنی بیوی کی بیٹی سے خواہ وہ اپنی ہو یا سوتیلی ہو زنا کر بیٹھے تو اُس کی بیوی بھی اُس پر حرام ہو جاتی ہے۔

i- عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِیْمَنْ فَجَرَ بِاُمِّ امْرَأَتِہٖ

حَرُمَتَا عَلَیْهِ. (اعلاء السنن)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص اپنی ساس سے بدکاری و زنا کرے اُس پر اُس کی ساس اور اُس کی بیوی دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔

ii- ذَکَرَ الثَّوْرِیُّ فِیْ جَامِعِهٖ مِنْ طَرِیْقِهٖ وَلَفْظُهٗ اَنَّ رَجُلًا قَالَ اِنَّهٗ اَصَابَ اُمَّ امْرَأَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ حَرُمَتْ عَلَیْكَ امْرَأَتُكَ وَذٰلِكَ بَعْدَ اَنْ وَلَدَتْ مِنْهُ سَبْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ بَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ . (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

فتح الباری میں جامع سفیان ثوری سے مذکور ہے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ وہ اپنی ساس سے زنا کر بیٹھا ہے۔ اِس سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی ہے۔ یہ قصہ اُس وقت ہوا جبکہ اُس شخص کے اُس بیوی سے سات لڑکے تھے جو سب بلوغت کو پہنچ چکے تھے۔

اگر چہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ اِذَا زَنٰی بِهَا لَا تَحْرُمُ. (بخاری) کوئی شخص اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے تو اُس کی بیوی اُس پر حرام نہیں ہوتی۔لیکن اِس قاعدے کے تحت کہ محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے اِن کے حرمت والے قول کو اختیار کیا جائے گا۔

iii- عَنْ اِبْرَاهِیْمَ وَ عَامِرِ الشَّعْبِیْ فِیْ رَجُلٍ وَقَعَ عَلٰی اُمِّ امْرَأَتِهٖ قَالَا حَرُمَتَا عَلَیْهِ كِلْتَاهُمَا. (اعلاء السنن ص ۳۱ ج ۱۱)

ابراہیم نخعی اور عامر شعبی رحمہما اللہ کہتے تھے جو شخص اپنی ساس سے زنا کر بیٹھے اُس پر اُس کی بیوی اور ساس دونوں حرام ہو جاتی ہیں۔

iv- عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً یَقُوْلُ اِذَا زَنٰی رَجُلٌ بِاُمِّ امْرَأَتِهٖ اَوْ بِنْتِهَا حَرُمَتَا عَلَیْهِ جَمِیْعًا. (اعلاء السنن ص ۳۳ ج۱۱)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے عطاء رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنی ساس یا بیوی کی بیٹی سے زنا کرے تو ساس اور بیٹی کے ساتھ بیوی بھی حرام ہو جاتی ہے۔

مذکورہ صورت میں بیوی کے حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ :

اَب دیکھنا یہ ہے کہ مذکور صورت میں بیوی کس وجہ سے حرام ہوئی ہے۔ چونکہ حرمتِ مصاہرت کی تو اِس میں کچھ گنجائش نہیں لہٰذا ہمارے پاس صرف ایک ہی وجہ رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ شریعت نے اِس کو تعزیر کے طور پر حرام کیا ہے۔ منکوحہ کی ماں اور بیٹی دونوں شوہر پر حرام تھیں۔ جب اِس نے اِس حرمت کا لحاظ نہیں رکھا تو شریعت نے اِس کے لیے یہ سزا تجویز کی کہ اِس کی اپنی منکوحہ کو اِس پر حرام کر دیا۔

چونکہ یہ حکم خلافِ قیاس ہے لہٰذا اِس پر دُوسرے محرموں کے ساتھ وطی یا دواعی وطی کو قیاس نہیں کیا جاسکتا اِس لیے اگر کوئی شخص معاذ اللہ اپنی سگی ماں یا اپنی بہو کے ساتھ وطی یا دواعی وطی میں سے کچھ کر بیٹھے تو اگر چہ یہ سخت گناہ کے کام ہیں لیکن اِن سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی۔

اعتراض : ساس اور سوتیلی بیٹی میں حرمت کا خیال نہ رکھنے پر سزا ہوئی تو دلالت النص سے ثابت ہوا کہ بہو سگی بیٹی اور ماں میں حرمت کا لحاظ نہ رکھنے پر بھی سزا ہو۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ ساس اور سوتیلی بیٹی میں خود مرتکب زنا یعنی شوہر کو سزا ملتی ہے کہ اس کی بیوی پر حرام ہو جاتی ہے جبکہ بہو اور ماں سے بدفعلی کرنے پر سزا دُوسرے کو ملتی ہے مرتکب کو نہیں۔

تنبیہ : چونکہ محرموں میں وطی سے جزئیت کے پیدا ہونے کا احتمال ہی نہیں ہے اِس لیے دواعی وطی سے حرمتِ مصاہرت بطریقِ اَولیٰ ثابت نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں وہ سزا جو شریعت نے کامل جنایت پر رکھی ہے اس کو ناقص جنایت پر جاری کرنا عقل و نقل کے بھی خلاف ہے۔

حاصلِ کلام :

1- مرد اگر کسی اجنبی عورت سے وطی یا دواعی وطی کر بیٹھے تو اُس عورت کی ماں یا بیٹی سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔

2- مرد اگر اپنی ساس سے دواعی جماع کر بیٹھے تو اپنی کسی سالی سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا۔ اور اگر اُس سے زنا کر بیٹھے تو اِس حکم کے ساتھ ساتھ سزا کے طور پر اِس کی بیوی بھی اِس پر حرام ہو جاتی ہے۔

3- مرد اگر اپنی بہو سے جماع یا دواعی جماع کر لے تو وہ بہو کی ماں سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا البتہ بہو بیٹے کا نکاح باقی رہے گا۔

4- مرد اگر اپنی بیوی کی بیٹی سے خواہ وہ اُس (مرد) کی اپنی ہو یا سوتیلی ہو بدفعلی کر بیٹھے تو سزا کے طور پر اُس کی بیوی اُس پر حرام ہو جائے گی۔

5- بیٹا اپنی ماں سے کوئی غلط حرکت کر بیٹھے تو اُس کے ماں باپ کا نکاح فاسد نہیں ہوگا۔

6- عورت اگر سوتیلے بیٹے سے ملوث ہو جائے تو اُس عورت کا اپنا نکاح فاسد نہیں ہوگا۔

7- مرد اگر اپنی ساس یا بیٹی سے صرف دواعی جماع کا مرتکب ہوا ہو تو اِس سے اُس کی بیوی اُس پر حرام نہیں ہوگی۔

بقیہ : حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

(۴) کیا دُنیا میں کوئی مدینہ ایسا بھی پایا جاتا ہے جس کا ایک ہی دروازہ ہو۔ آخرت میں جنت اور دوزخ کے لیے بھی متعدد اَبواب رکھے گئے ہیں۔ جہاں کا انتظام انتہائی قوت والا ہے اور دُنیا میں تو حوائج شدیدہ اور کمزوری انتظامات ہمیشہ اِسی کے متقاضی ہوتے رہے ہیں کہ ہر سورُ البلد اور ہر شہر کے اَبواب متعدد ہوا کریں ورنہ اہلِ شہر سخت تنگیوں میں مبتلاء ہو جاتے ہیں اِسی لیے مدینۃ العلم کے لیے بھی متعدد دروازے ہونے چاہئیں۔ اِس روایت میں اِس کی نفی کہاں ہے کہ اِس کے لیے سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔ لہٰذا شبہ کی گنجائش نہیں رہتی' اِس کے بعد اِسی گرامی نامہ میں حضرتؒ نے (۵) تحریر فرمایا ہے جو میں مناسب موقع پر نقل کروں گا۔ یہ مکتوب کا ۱۷۹ ۔ ۱۸۰ ۔ ۱۸۱ کا حصہ ہے۔ باقی باقی ہے۔ میں نے آپ کو پہلے بھی یہ توجیہ لکھی تھی اِس توجیہ کے بعد شیعیت کا کیا خدشہ رہتا ہے۔

حاشیہ - یہ حاشیہ کا لفظ صاف لکھا ہے اور محشی کا نام بھی لکھا ہے پھر اِس کا اِنتساب حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کیسے ہوا؟ کیوں کیا گیا؟ یہ اِنتساب جیسے بھی ہوا غلط ہے۔ مکتوب گرامی کی عبارت وہ ہے جو میں نے اَبھی نقل کی ہے اور بقیہ آگے نقل کروں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (جاری ہے)